سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

اسلامی تعلیمات کا واضح لائحہ عمل

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم ﷺ اما بعد فاعوذ با اللّٰہ من الشیطان الرجیم بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم. قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (الا نعام ۱۵۱)

ترجمہ: کہہ دو تم آؤ میں سنا دوں جو حرام کیا ہے تم پر تمہارے رب نے کہ شریک نہ کرو اسکے ساتھ کسی چیز کو اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو اور نہ مارو اپنے اولاد کو مفلسی (کے خوف) سے رزق ہم دیتے ہیں تم کو اور ان کو اور بے حیائی کے قریب مت جاؤ خواہ ظاہری ہو یا باطنی اور قتل نہ کرو اس جان کو جس کا قتل حرام کیا اللہ نے مگر حق پر تم کو یہ حکم کیا جاتا ہے تا کہ تم سمجھو۔

تعلیم وتربیت بہت بہترین تحفہ:

وعن ایوب بن موسیٰ رحمۃ اللّٰہ علیه عن ابیه عن جده ان رسول اللّٰہ ﷺ قال ما نحل والد ولداً من نحل افضل من ادب حسن (رواه الترمذی)

ترجمہ: حضرت ایوبؒ اپنے دادا سے روایت کر رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''کسی باپ نے اپنی اولاد کی اچھی تعلیم تربیت سے بہتر کوئی تحفہ نہیں دیا۔

وعن ابی سعید وابن عباسؓ قالا قال رسول اللّٰہ ﷺ من ولد له ولد فلیحسن اسمه وادبه فاذا بلغ ولم یزوجه فاصاب اثماً فانما اثمه علی ابیه (رواه البیهقی)

ترجمہ: حضرت ابوسعید اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس کا کوئی بچہ پیدا ہو تو اس کا اچھا نام رکھے اور اسکی اچھی تربیت کرے پھر جب وہ بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کرے اگر بالغ ہو جانے کے بعد بھی اس کا نکاح نہ کرے اور اس سے کوئی گناہ صادر ہوا تو اسکا گناہ اسکے باپ پر ہوگا۔

بعثت نبوی سے قبل کا معاشرہ: محترم حاضرین تلاوت کردہ آیت میں تیسرا حکم یہ دیا جا رہا ہے کہ اپنے اولاد کو

افلاس کے خوف سے قتل نہ کیا کرو۔ کیونکہ رزق جیسے تم کو ہم دیتے ہیں اسی طرح تمہارے اولاد کو بھی ہم ہی معاش کے اسباب مہیا کریں گے۔ حضور ﷺ کی اس دنیا میں تشریف آوری سے قبل جاہلیت کے واقعات کا ذکر کبھی کبھار آپ سنتے رہتے ہیں۔ بعض کردار وافعال تو ان بدبختوں کے ایسے سفاکانہ، حیاء سوز ہوتے کہ اُن کو انسان کہنا انسانیت پر بدنما داغ تھا۔ یہ بھی ان کا دستور تھا کہ جب کسی کے ہاں بچی پیدا ہوتی جیسے آج کل ہمارے ہاں بعض علاقوں میں بچی کی پیدائش کو باعث شرم جان کر کوشش کیجاتی ہے کہ گرد و پیش میں کسی کو معلوم نہ ہوسکے کہ فلاں کی بیٹی پیدا ہوئی ہے مخفی رکھا جاتا ہے۔ مبارک وسلامت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ مبارکی دینے والے کو اپنا دشمن سمجھ کر اس سے رشتہ ناطہ بھی توڑ دیا جاتا ہے۔ جہلاء عرب بھی لڑکی کی پیدائش کو باعث شرم اور معیوب سمجھتے تھے۔

بیٹی باعث عار کیوں؟: ہمارے زمانے کے بعض بدبخت لوگ اس وجہ سے بیٹی کی پیدائش پر خوش نہیں ہوتے کہ بیٹی بڑی ہوکر دوسرے کے گھر شادی کے بعد رخصت کرنی ہے جس پر خرچہ بھی آئیگا والدین کیلئے کمائی کا ذریعہ نہیں بن سکتی صرف بچی کے پیدائش پر خرچہ ہی خرچہ ہے اس غیر فطری اور اللہ پر اعتماد میں کمی نے ان دین بیزاروں کو اس غلط زعم میں مبتلا کردیا مگر عرب کے جاہل بدو کی بیٹی کے پیدائش سے پریشانی کی ایک اور وجہ بھی تھی۔

جہالت عرب بزبان قرآن: کہ ان بت پرست اور جہالت کے علمبرداروں کے ہاں جب بچی پیدا ہونے کا امکان ہوتا تو اسے باعث شرم سمجھنے کی وجہ اور لوگوں کا سامنا کرنے کی خوف سے گھر اور علاقے سے غائب ہوجاتا۔ لڑکی کی پیدائش کو اپنے لئے باعث ذلت اور رسوائی اور لڑکے کی پیدائش کو عزت کا ذریعہ جانتا۔ جب تک اسے یقینی معلوم معلوم نہ ہوتا کہ لڑکا ہے یا لڑکی۔ لوگوں کے سامنے آنے سے کترا کر کہیں چھپ کر وقت گزارتا۔ اس احمقانہ اور بے جا غیرت میں اس حد تک پہنچ گئے کہ لڑکی کی پیدائش کا یقین ہونے پر اپنے جھوٹے انا اور غیرت کے گھمنڈ میں بچی کو زندہ درگور کرتے قرآن نے ان جاہلوں کی اس بیہودہ عقیدہ پر ان کی کیفیت کو اس انداز میں ذکر فرمایا۔ ارشاد باری ہے:

وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيْمٌ ۝ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ (سورۃ نحل ۵۸،۵۹)

ترجمہ: جب ان (کفار) میں سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو سارے دن اس کا چہرہ بے رونق ہوکر دل ہی دل میں گھٹتا رہتا اور جس چیز کی ان کو اطلاع دی گئی ہے اسکی عار سے لوگوں سے چھپتا پھرتا۔ یا تو ذلت قبول کرکے اس کو رہنے دے یا اسکو (زندہ یا مار کر) مٹی میں دبا دے۔ پس خوب سن لو کہ وہ (لوگ) بہت برا فیصلہ کرتے ہیں۔

بچیوں کے زندہ درگور کرنے کے وجوہات: بعض مفسرین کرام کی رائے میں یہ لوگ ایسا بہیمانہ اور ظالمانہ عمل صرف خود ساختہ عزت کو بچانے کیلئے کرتے تھے اور بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ ان کے اس غیر انسانی

فعل کی وجہ لڑکیوں کو فقر وفاقہ کا سبب سمجھنا تھا کہ تمام عمر کما کر ان کو کھلانا پڑے گا۔ بدقسمتی سے ہمارے دور میں بھی بعض ایسے علاقے اور افراد ہیں۔ جن پر اگر چہ لیبل تو مسلمان کا لگا ہوا ہے مگر جاہلانہ رسوم میں کفار عرب سے بھی دو قدم آگے ہیں۔ بچی کی پیدائش پر اظہار نفرت کرتے ہوئے اگر کوئی بچی کے پیدائش پر مبارکباد دے تو ایسے آگ بگولہ ہو جاتا ہے جیسے کسی نے غلیظ ترین گالی دی۔ حالانکہ خدا کا بندہ یہ نہیں سوچتا کہ جس ذات تعالیٰ نے بیٹی دی بیٹا بھی دینے والا ہے۔ دونوں اللہ کی نعمت ہیں۔ دونوں کے مقام اور عظمت کا بیان ایک الگ موضوع ہے انشاء اللہ کسی اور موقع پر عرض کروں گا۔

اولاد کے درمیان فرق جائز نہیں: اصل چیز خطبہ کے ابتداء میں جو ''حدیث بیان کردی کہ ان کی بہترین تربیت اور اخلاق حسنہ اللہ تعالیٰ ورسول ﷺ کے نزدیک مطلوب ہے خواہ بیٹی ہو یا بیٹا ان کو اسلامی تعلیمات اور شعائر سے آراستہ کرنا والدین کا اولین فریضہ ہے۔ ایک سچے مسلمان کیلئے قطعاً یہ جائز نہیں کہ بچے اور بچی کے درمیان فرق کرے آنحضرت ﷺ نے بچی کی پیدائش کو اللہ کی رحمت قرار دیکر خود بھی بطور بہترین نمونہ بچیوں کے ساتھ جس شفقت، مسرت اور اخلاق حسنہ کا اظہار فرمایا۔ اس میں ہم سب کو حضور ﷺ کی امتی کی حیثیت سے ان کی اتباع کرنی ہے۔

روٹی، کپڑا، مکان: جیسے کہ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں مذکورہ آیت میں قتل اولاد کی ایک وجہ اُن کفار کے اذہان میں یہ بھی تھی کہ ان بچوں کو روٹی کپڑا، مکان کہاں سے دیں گے۔ آیت میں اسی کا ذکر ہے اپنی اولاد کو غربت اور افلاس کے خوف سے قتل نہ کرو۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان پہلے سے غربت کا شکار ہوتا ہے اور کبھی یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ اگر اولاد میں اضافہ ہوا تو غربت میں اضافہ ہو کر مشکلات کا شکار ہونا پڑے ان دونوں صورتوں کو قرآن مجید ان الفاظ میں ذکر کرتا ہے کہ غریب ہو یا غربت کا امکان ہر دو صورتوں میں قتل اولاد جائز نہیں۔

ہر ذی روح کو رزق دینے والی ذات: قرآن مجید کے ایک دوسرے آیت میں ارشاد ہے'' ولا تقتلوا اولادکم خشیة املاق ''(پارہ ۱۵) ترجمہ: اور اپنی اولاد کو فقر اور غربت کے خوف سے قتل نہ کرو۔

یعنی تم اولاد کا قتل رزق کے کمی کے خطرے سے کرتے ہو تو رزق دینا تو اللہ کا کام ہے جیسا کہ تم کو دیتا ہے اسی طرح بلکہ اس سے اعلیٰ اور وافر مقدار تمہاری اولاد کو بھی دیگا۔ ہر ذی روح کے رزق کا وعدہ تو اللہ نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ انسان کا کام تو صرف اسباب رزق اختیار کر کے نتیجہ اللہ پر چھوڑ نا ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔ وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (هود. ٦)

ترجمہ: ''اور نہیں ہے چلنے والا زمین پر مگر اللہ پر ہے اس کی روزی۔''

دوسری جگہ ارشاد ہے: وَ اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ (طٰه ١٣٢)

ترجمہ:اور حکم کر اپنے گھر والوں کو نماز کا اور خود بھی قائم رہ اس پر ہم نہیں مانگتے آپ سے روزی ہم روزی دیتے ہیں تجھ کو

اسباب‘ رزق کا وسیلہ: یہ تصور اور دعویٰ سراسر غلط فہمی پر مبنی ہے کہ ہم کمار ہے ہیں اور اولاد کو بھی رزق ہم دیتے ہیں اور ہمارا کاروبار، ملازمت، کارخانہ اور زمینداری وغیرہ ہی ہمارے لئے رزق کا بندوبست کرتی ہے۔ بالکل لغو عقیدہ ہے بلکہ ہمارا رازق اور پالنے والا صرف اللہ ہے اور یہ کاروبار وغیرہ ہمارے لئے رزق کا وسیلہ تو ہے مگر رزق کا ذمہ دار نہیں۔ رزق کی ذمہ داری اللہ پر ہے جو لامتناہی نعمتوں سے نوازتے ہیں اسی ذات اقدس نے اپنے ذمہ لیا ہے۔

غیر مسلموں کا پروپیگنڈہ:

آج دنیا بھر کے کفار و غیر مسلم مسلمانوں کی افرادی قوت اور تعداد گھٹانے اور دنیا کو یہ باور کرانے کیلئے کہ مسلمانوں کی تعداد دیگر مذاہب کے ماننے والوں کے مقابلہ میں کم ہے‘ پراپیگنڈہ مہم زوروں پر شروع کر رکھی ہے۔ کہ مسلمانوں کے ترقی نہ کرنے اور ان میں تعلیمی شرح کم ہونے کی سب سے بڑی وجہ اولاد کی زیادہ پیدائش ہے اور اس باطنی وظاہری اسلام دشمنی کی آڑ میں ان کے زیر سرپرستی لاتعداد غیر ملکی این جی اوز تمام اسلامی ممالک اور بالخصوص پاکستان میں خاندانی منصوبہ بندی اور برتھ کنٹرول کی تحریکیں چلا کر سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوششوں میں معروف ہیں۔ مسلمانوں کو اس طرف راغب کرنے کیلئے ایسی دلیل کا سہارا لیتے ہیں کہ جب بچے زیادہ ہونگے تو ان کی تعلیم وتربیت اور ضروریات زندگی پوری کرنا مشکل ہوگا جسکی وجہ سے آبادی کا کنٹرول کرنا ضروری ہے۔ باقاعدگی سے ہر شہر اور گاؤں میں مہم چلانے کیلئے مستقل محکمہ قائم کر کے ہسپتالوں اور ہیلتھ سنٹروں میں مستقل یونٹ قائم ہیں۔ ملکی بجٹ کا ایک خطیر حصہ ورقم ملک کے بھوک وافلاس میں مبتلا قوم پر خرچ کرنے کی بجائے اس لاحاصل کام کیلئے مختص کر کے خرچ کیا جارہا ہے۔ ہر یونٹ الیکٹرانک میڈیا اور تشہیر کا ہر وہ ذریعہ استعمال کر رہے ہیں جس سے کثرت اولاد کے نقصانات کو لوگوں کے دلوں میں راسخ کر سکیں۔ بعض معالج تو جو مریض ان کے پاس اپنے مرض کے تشخیص کیلئے جاتا ہے پہلے اپنا فریضہ سمجھتے ہیں کہ ان کو اولاد کی زیادتی کے نقصانات بیان کرنے شروع کر دیتے ہیں۔ نام ونہاد دانشور میڈیا، اپنے کالموں کے ذریعہ لوگوں کو ڈرا رہے ہیں کہ پاکستان کی آبادی فی الحال اٹھارہ کروڑ ہے اگر آبادی اس رفتار سے بڑھتی رہے تو دس سال بعد یہ تعداد دگنی ہو جائیگی۔ اب جو مہنگائی بے روزگاری اور بھوک وافلاس کا سامنا ہے دس سال بعد مزید بدترین شکل میں پاکستان بھی صومالیہ بن جائے گا۔

خاندانی منصوبہ بندی: محترم حضرات! یہ دلیل خاندانی منصوبہ بندی اور برتھ کنٹرول کیلئے پیش کرنا قابل توجہ ہی نہیں کیونکہ پاکستان اللہ کے کرم سے دنیا کی ہر قسم کی نعمت اور وسائل سے مالا مال حصہ ہے اگر ان وسائل اور چاروں موسموں کو صحیح منصوبہ بندی کر کے بروئے کار لایا جائے تو یہاں نہ صرف تیل وسونا کے خزائن سے استفادہ ہوسکے

گا۔ بلکہ کھانے پینے کا سامان، ہر قسم کے جنگی اور غیر جنگی آلات باہر دنیا کو مہیا کئے جاسکتے ہیں۔ ہمیں اوروں کے سامنے کشکول پھیلانے کی بجائے اقوام عالم مسلمانوں کے سامنے دست سوال پھیلانا شروع کردیں گے۔

بربادی کا اصل سبب: اولاد کی کثرت ملک اور مسلمانوں کی معاشی سماجی اخلاقی بربادی کا سبب نہیں۔ صحیح منصوبہ بندی نہ کرنے، بے پناہ کرپشن، ملکی خزانہ بے رحمانہ انداز میں لوٹنا اور ہر کام میں غیر مسلموں کی پیروی، غلامی کرنا ہے۔

رازق اللہ ہے: ورنہ رزق کا ٹھیکہ تو نہ صرف انسانوں، بلکہ نالیوں میں موجود کیڑے مکوڑے، جانوروں، اور پرندوں اور سمندر کی تہہ میں موجود لاتعداد حیوانات کو بھی روزی تو وہی ذات دیتا ہے حالانکہ نہ وہ نسل کشی اور اسقاط حمل جیسے حرام عمل کا سوچتے ہیں اور نہ اپنے تعداد کو گھٹانے کا' ارشاد نبوی ﷺ ہے:

عن عمر بن الخطاب ؓ قال سمعت رسول الله ﷺ یقول لو انکم تتو کلون علی الله حق تو کلہ لرزقکم کما یرزق الطیر تغدوا خماصاً و تروح بطانا (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت عمرؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، حقیقت یہ ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ پر توکل واعتماد کرو جیسا کہ (اللہ پر) توکل کا حق ہے تو یقیناً وہ تمہیں اسی طرح رزق دے گا جس طرح کہ پرندوں کو روزی دیتا ہے وہ پرندے صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر (اپنے گھونسلوں) میں واپس آتے ہیں۔

دشمن کا ایجنڈا: معزز دوستو! ان کے رزق میں کبھی کمی نہیں آتی۔ نہ اس کمی کے خوف سے حیوانات عقل وشعور نہ ہونے کے باعث منصوبہ بندی کر سکتے ہیں۔ بلکہ صرف مالک الملک پر اعتماد وتوکل کا جو سلسلہ اور ربط وہ رکھے ہوئے ہیں۔ کسی چیز میں کمی نہیں آتی۔ آج کے مسلمان رزق کے خوف سے اولاد کی کمی کا سوچ کر غیر مسلم جو ادویات وآلات خیراتی اور بغیر قیمت دے رہے ہیں ان سے بچوں میں کمی ہوگی یا نہ۔ مگر اتنا ضرور ہوا کہ اوباش اور زنا کے خواہشمند عورتوں کو یہ خوف رہتا کہ زنا سے اگر توالد ہوا تو کیا جواب دوں گی اب ان ادویات وآلات کے استعمال سے بدکار عورتوں کیلئے بے خوف وخطرہ زنا کاری کے دروازے کھل گئے اور یہی مسلمان دشمن لوگوں کا ایجنڈا ہے۔

ضبط ولادت کیوں: بات یہاں تک پہنچ گئی کہ بعض مستورات کو اگر بروقت حمل کی موجودگی کا علم نہ ہوسکے۔ وہ حمل پر پانچ اور چھ مہینے یا اس سے زیادہ مدت گزرنے پر حمل کو اسقاط کیلئے مقررہ ہسپتال جاکر اپنے حمل کو ضائع کردیتی ہیں۔ کوئی شرعی مجبوری یا عذر تو اسقاط کی اجازت دیتی ہے مگر اس خوف کے پیش نظر کہ پیدا ہونے پر اسکی پرورش اور کھلانا، پلانا مشکل مسئلہ ہوگا۔ عام طور پر چار مہینے کے بعد حمل مختلف مراحل سے گزر کر اس میں روح پیدا ہوجاتی ہے۔ جسکا اسقاط قتل نفس کے زمرہ میں آکر سزا کا مستوجب ہوجاتا۔ البتہ اگر بیوی شدید بیمار ہو بیماری سے ضعف اتنا بڑھ چکا ہو کہ بار بار

حمل کی صعوبتیں برداشت کرنا اسکے لئے ناممکن ہو۔ لیکن شرط یہ کہ ایک مسلمان قابل اعتبار ڈاکٹر اس عمل کا مشورہ دے یا میاں بیوی کسی ایسے خاندانی مرض میں مبتلا ہوں۔ خطرہ ہو کہ مرض بچے میں بھی سرایت کر لے گا ان حالات میں پھر علماء کی رائے یہ ہے ضبط ولادت جائز ہے۔

جسمانی قتل اور روحانی قتل: ایک اہم نکتہ یہ بھی یاد رہے کہ یہ تو آپ کو معلوم ہوا کہ بیٹوں کو فقر و فاقہ میں اضافہ اور بیٹوں کو اس خودساختہ ننگ و غیرت کہ یہ بڑی ہو کر دوسرے کے گھر کی زینت بن جائے گی کے نام زندہ درگور کرنا قتل کرنا بدترین جرم ہے۔ مگر یہ تو جسمانی قتل ہے اس سے بڑھ کر روحانی قتل اولاد جس سے محفوظ رکھنے کے ذرائع قرآن و حدیث نے بڑے شدومد سے بیان فرمائے مگر اسلامی معاشرہ کے اکثر افراد اس سے غافل ہیں۔ حالانکہ اس لاپرواہی کا زہریلا اثر جسمانی قتل سے بھی بدتر ہے وہ یہ کہ اولاد اخلاق نبوی ﷺ اور تعلیم تربیت سے محروم رکھا جائے۔

تعلیم تربیت اور حقوق اولاد: حالانکہ شروع خطبہ میں آیت کریمہ کے بعد پہلی حدیث مبارکہ جو میں ذکر کی کا مطلب یہی ہے کہ والدین اپنے اولاد کی خوشنودی اور اپنے شفقت پدری کے نتیجہ میں ان کیلئے اعلیٰ ترین ہدایا اور تحائف حسب استطاعت لانے اور پیش کرنے کی تگ ودو میں معروف رہتے ہیں۔ مگر ان ھدایا اور تحفوں میں سب سے اعلیٰ ترین عطیہ اور تحفہ یہ ہے کہ اولاد کو اخلاق قرآنی اور وہ آداب جن کی تلقین آنحضر ... کی سکھائی جائیں۔ مثلاً بچہ کی پیدائش کے ساتھ اسکی شناخت اور دیگر انسانوں کے امتیاز کیلئے نام کی ضرورت ہوتی ... ہمار ... کامل، مکمل اور عالمگیر مذہب نے اسکے بارے میں بھی ارشادات فرمائے جیسے خطبہ کے ابتداء میں ذکر کردہ دوسرے حدیث شریف کے مفہوم سے آگاہی ہوگی کہ نام ایسا رکھیں جو ذو معنی بہترین اور پیارا ہو۔ یہاں یہ بات یاد رکھیں کہ نام کا ا... مسمّی میں بھی رونما ہوتا ہے اگر نام دینی لحاظ سے بہتر ہوگا تو مسمی یعنی جس پر وہ نام رکھا جاتا ہے اسمیں بھی دینداری اور اچھائی کا پہ... غالب ہوگا اور اگر غیر مسلموں کی نقالی کرتے ہوئے ان کے ناموں کی طرح بے تکا۔ فحش شرک، عیاشی، عشقیہ، اور اسلامی تہذیب سے عاری معانی پر مشتمل نام رکھا جائے تو بچہ جب بڑھا ہوگا تو اسکی ذات میں ان برے ناموں کی جھلک موجود ہوگی۔ آقائے دو جہان ﷺ کے ایک ارشاد کا مفہوم یہ کہ انبیاء کرام اور اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ نام عبداللہ و عبدالرحمٰن ہیں۔

اسلامی نام رکھنا: محترم حاضرین! حضور علیہ السلام پر جانیں نچھاور کرنے والے تمام صحابہ کرام کے اسماء، مسلم دنیا کے ممتاز شخصیات، اسوۃ حسنہ کے مجسمہ اولیاء کرام، محدثین، فقہاء، دین حق کے داعی اور علمبردار بزرگوں کے نام رکھنے میں نومولود بچہ یا بچی میں انسانیت و بشریت کے بہتر نمونہ اور خیر و برکت کے اثرات نمایاں ہونگے۔ بچہ کے باتیں شروع کرنے کی ابتداء اللہ کے نام اور کلمہ طیبہ سے کی جائے۔ اولاد کی پرورش کے سلسلہ میں قرآن و حدیث اور اکابرین

امت نے جن قواعد اور اصول کی رہنمائی کی ہے ان کا احاطہ کرنا ایسے مختصر وقت میں ناممکن ہے اس عنوان پر انشاء اللہ آئندہ کبھی وقتاً فوقتاً ذکر ہوگا۔

حقوقِ اولاد کا خلاصہ: اجمالاً اتنا یاد رکھیں کہ بچپن ہی سے والدین اپنے کردار اور عمل سے ان کو اسلامی آداب کا خوگر بنانا والدین کی ذمہ داری ہے۔ بچہ یا بچی کے بالغ ہونے پر گناہوں میں مبتلا ہونے کے خطرات بڑھ جاتے ہیں جس کی راہ میں رکاوٹ بننے کیلئے انبیاء کے سردار نے فرمایا۔ فوراً ان کی شادی کا بندوبست کرکے زنا اور دیگر منکرات کا دروازہ بند کیا جا سکتا ہے۔ اگر استطاعت اور دیندار رشتہ ملنے کے باوجود والدین بچوں کو اس ادائیگی سنت سے غفلت کریں تو ایسے اولاد سے گناہ صادر ہونے کی صورت میں والدین بھی شریک جرم ہونگیں۔ محترم دوستو آج کل کے روایات اور اسکے انجام سے آپ خوب واقف ہے۔ لڑکا اور اسکے سرپرست اپنے حیثیت، صلاحیت سے بڑھ کر لڑکی ملنے کے انتظار میں، اور بچی اور اسکے پرورش کنندہ گان اپنے حیثیت سے بڑھ کر کسی مالدار یا عہدہ دار داماد کے خواہش میں دونوں کی زندگی برباد کردیتے ہیں کاش ہم سب کی پہلی ترجیح لڑکے اور لڑکی دنیاوی متاع اور دیگر خواہشات کی بجائے دین ہوتی تو اس پریشانی، بے راہ روی اور حرام کاری کا سامنا کرنا نہ پڑتا۔

خلاصہ یہ کہ اولاد کی اگر دینی تربیت، تعلیم اور اسلامی تعلیمات کی پرواہ نہ کی جائے تو وہ قطعاً اسلامی معاشرہ کا کارآمد عضو ثابت نہیں ہوتا قرآن نے اس فرد کو زندہ کہا ہے جو اللہ، رسول اور انکے بتائے احکامات کو جاننے کیساتھ ان پر عمل بھی کرے اور جو اللہ اور اسکے رسول ﷺ اور اسکے فرامین کی معرفت سے عاری ہو تو وہ مُردہ ہے جیسے ارشاد باری ہے۔ ومن کان میتا فاحییناہ (ترجمہ) ایسا شخص جو مردہ تھا (یعنی گمراہ) تو ہم نے اسکو زندہ کردیا زندگی سے مراد مسلمانی ہے۔

اسی وجہ سے اپنے بچوں کو اسلامی تعلیم و تربیت دیں تاکہ ان کی آنے والی دنیاوی و اُخروی زندگی سنور سکے۔ اگر ہم نے صرف ان کی دنیاوی تعلیم اور سہولتیں دینے کو ہی اپنا مقصد اعلیٰ سمجھا تو پھر یہ اولاد ہمارے اور اپنے دونوں کے لئے تباہی کا سبب بنے گی۔

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تم پر اولاد کا قتل خواہ ظاہرا ہو یا باطنی طور پر حرام کیا۔ ربّ العزت میرے سمیت تمام مسلمانوں کو اولاد کی تربیت کی توفیق دے کر ہم سب کو ہر قسم کی گناہوں سے محفوظ رکھے آمین۔

اب قارئین ماہنامہ "الحق" فیس بک پر بھی ملاحظہ کر سکتے ہیں

facebook\Alhaq Akora Khattak